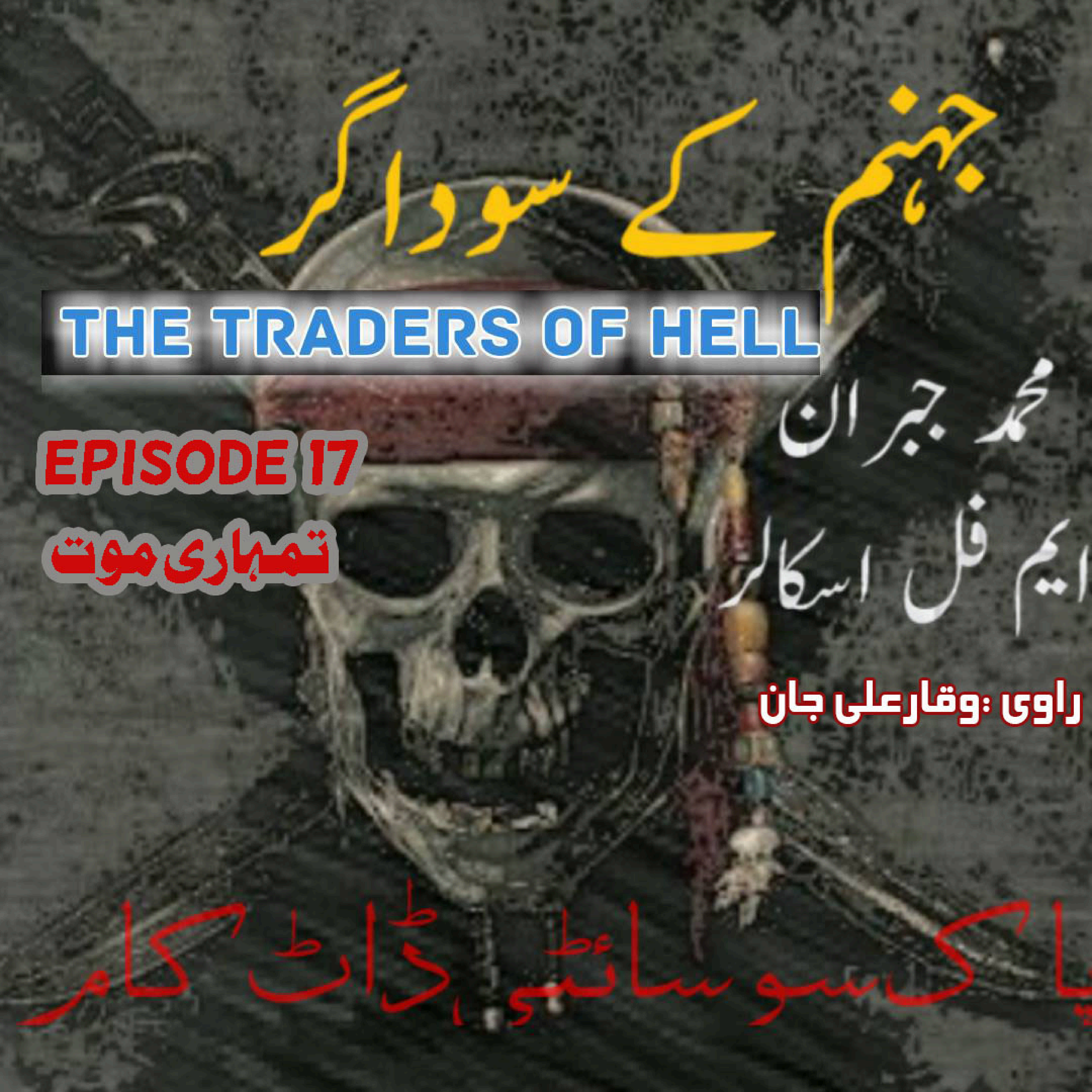

جہنم کے سوداگر
THE TRADERS OF HELL
محمد جبران
ایم فل اسکالر
EPISODE 17
تمہاری موت
راوی :وقارعلی جان
پاکسوسائٹی ڈاٹ کام

تمہاری موت (ستارہویں قسط)

وہ زخمی تھا مگر اب بھی اس کے جسم میں جان ابھی باقی تھی۔ مجھے گرا کر وہ پھرتی سے میرے اوپر چڑھا اور اپنے لہو لہان چہرے کے ساتھ میرے سامنے آگیا۔ اس نے مجھے مہلت دیئے بغیر مجھ پر مکا جڑنے کی کوشش کی ہی تھی کہ میں نے فوراً اس کا ہاتھ اس کی کلائیوں سے تھام لیا اور پھر اسے زور سے گھما کر یوں موڑا یا کہ اس کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی۔ اس کی کلائی کی ہڈی کٹک کر کے باہر نکل آئی اسکے بعد میں نے اس کے ناک پر اپنے سر کی مدد سے زوردار ٹکر لگائی تو وہ ایک بار پھر سے بلبلا اٹھا۔ یقیناً یہ درد اس کے لئے نا قابل برداشت تھا۔ میں نے اسے اپنے اوپر سے ہٹا کر سائیڈ پر کیا اور خود اس کے سر پر اپنی مشین گن کا رخ کر کے ٹریگر دبا دیا تو گولی سیدھا اسکی ٹھوڑی کو چیرتی ہوئی اس کے دماغ میں گھس گئی اور وہ وہیں فارغ ہو گیا۔ اس بار وہ آخری چیخ مارنا بھول گیا تھا۔ اس کے ناک اور منہ سے بے اختیار مزید خون بہنے لگا مجھے اُس پر تھوڑا سا بھی ترس نہیں آ رہا تھا۔

میں وہاں سے اٹھا اور پھر دوروازے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ لکڑی کا بنا ہوا تھا اور اس پر تھوڑی سی تزائین و آرائش بھی کی گئی تھی۔ اس کے پاس پہنچ کر اپنا کان لگا دیا تا کہ باہر کی آوازیں سن سکوں۔ اتنے زبردست ہنگامے کے بعد تو یقیناً اس عمارت کے سارے حشرات الارض بھی جاگ چکے ہونگے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بے خبری میں ہی مارا جاؤں، مگر خلاف توقع مجھے باہر مکمل خاموشی محسوس ہوئی۔ اس کیا مطلب ہو سکتا تھا؟۔ میرا ذہن تیزی سے چل رہا تھا مگر مزید سوچنا فضول تھا اب ضرف ایکشن کا وقت تھا۔ سو میں نے دروازے کے لاک پر اپنا دباؤ ڈال دیا، جوں ہی دروازہ کھلا میرے بالکل سامنے مایا فرنس اپنی پستول تانے کھڑی تھی۔ اس نے مجھے بغیر کوئی موقعہ دیئے فائر کر دیا مگر میرا داؤ اس سے پہلے چل گیا۔ میری ٹانگ سیدھا اس کے ہاتھ پر لگی اور نشانہ خطا ہو گیا۔ گولی سیدھ چھت پر جا لگی اور اس کی پستول کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ میں نے اس کے ہاتھ کو تھام کر پوری قوت سے اپنے سینے کے پاس کر لیا۔ ہم دنوں کی سانسیں ملیں تو میں نے اسے گھور کر کہا:

"اے نازک سی تتلی تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے نہیں بلکہ فلمی دنیا سے ہونا چاہیے تھا مگر افسوس اب تم اس کے قابل بھی نہیں رہ سکو گی۔" میں نے اس کے ہاتھ کو زور سے پکڑ کر جھٹکا دیا تو اس کا پستول نیچے گر گیا۔ مگر ہاتھ گھمانے کے چکروں میں ایک پل کے لئے میں اس کے دوسرے ہاتھ

سے او جھل ہوا ہی تھا کہ اس نے تڑپ کر پوری قوت سے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں جڑ دیا۔ یہ حملہ واقعی میرے لئے غیر متوقع تھا۔ بس اسی لمحے وہ میرے ہاتھوں سے نکل کر دور چلی گئی۔ اس کے بعد اس نے کراٹے کا مخصوص انداز بنایا اور پھر دوسرے ہی لمحے اس نے بھوکی شیرنی کی طرح اڑ کر اپنے بدن کو گھماتے ہوئے میرے جبڑے پر فلائنگ کک ماری دی۔ جو ایک بار پھر ٹھیک نشانے پر لگی اور میں اچھل کر گول گھومتا ہوا فرش پر بری طرح سے جا گرا۔ وہ مجھے سنبھلنے کا تھوڑا سا بھی موقعہ نہیں دینا چاہتی تھی۔ اس لئے اچھلتی ہوئی اڑ کر میری پشت پر سوار ہوگئی۔ میری پشت پر پہلے ہی ایک مشین گن لٹکی ہوئی تھی اب اس کا وزن پڑا تو میرا دماغ ٹھکانے آگیا۔ مگر کیا میں یوں ہی ہار مان لیتا؟ آخر ایسا تو ہو نہیں سکتا تھا۔ سو میں نے پوری قوت کے ساتھ اس کے بالوں کو اپنی مٹھی میں لیا اور زور زور سے کھینچنے لگا۔ وہ بھی عورت تھی آخر اور اس کی بھی یہ نازک ترین جگہ تھی اس لئے اس کی چیخیں نکل گئیں۔ مگر اس سے قبل کے میں کچھ اور کرتا ایک زوردار بٹ آمنہ کے سر پر لگا تو اس کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے اور وہ اپنا سر تھامے زمین پر گر گئی۔ میں نے حیرت سے پلٹ کر اسکے مارنے والے کی جانب دیکھا تو وہ کوئی اور نہیں بلکہ علی رضا تھا۔ اسے دیکھ کر میری حیرت میں کئی گنا اضافہ ہوگیا مگر علی رضا تو یہاں کی سیکرٹ سروس میں کام کرتا تھا پھر اس نے اپنی ہی کولیگ کو کیسے مار دیا؟ یہ بات واقعی میرے لئے کسی اچھنبے سے کم نہیں تھی۔ اس دوران مایا اپنا سر تھامے بے ہوش ہوگئی تھی۔ اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا، مگر بے ہوشی سے قبل اس نے اپنے مارنے والے کو دیکھ لیا تھا اور اس کی آنکھوں میں بھی میری طرح حیرت نے بسیرا ڈالا ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میری آنکھ کھلی تو مایا کمرے میں نہیں تھی۔ جبکہ ٹی وی سامنے چل رہا تھا اور اتفاق سے اسوقت کرنل اشر کا انٹرویو آرہا تھا۔ میرے پاس ہی ریموٹ رکھا تھا۔ میں نے ہاتھ بڑھا اسے اٹھایا اور آواز تیز کر دی۔

"سر آپ کی ایجنسی تو دنیا کی مانی ہوئی ایجنسی ہے پھر یہ دہشت گرد کس طرح ہماری اسکیوریٹی کو بریچ کرتے ہوئے اندر داخل ہوگئے؟"

"جی جہاں تک بات ہے ہماری ایجنسی کا دنیا میں نمبرون ہونا تو اس بات سے میں بالکل متفق ہوں کیونکہ یہ بات دنیا کا ہر ملک مانتا ہے۔ ہم نمبرون ہیں اور رہیں گے جہاں تک تعلق ہے نائن الیون واقعے کی تو واقعی وہ اس صدی کا سب سے بڑا اور اچھوتا واقعہ ہے۔ جس کی تاریخ میں واقعی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ مجھے ہر انسانی جان کے ضیاع پر گہرا دکھ اور غم وغصہ ہے۔ مگر سچ پوچھیں تو ملک کے اندر ہونے والی اس دہشت گردی کو روکنے کا ٹاسک ہمارے ذمے نہیں تھا۔ اس بارے میں جاننے کے لئے آپ کو متعلقہ اداروں سے بات کرنی ہوگی یقیناوہ آپ کو بہتر گائیڈ کر سکیں گے۔ یہ درست ہے کہ ہمارے لوپ ہولز کا فائدہ اٹھا کر ہی وہ لوگ اندر داخل ہوئے۔ لیکن اب جو بھی ہوا اس پر ماتم کر کے ہم وقت نہیں گزار سکتے۔ صدر صاحب نے کل کی اسپیچ میں جو کچھ کہا وہ واقعی قابل تحسین ہے۔ میں ان کی باتوں سے سو فیصدی متفق ہوں۔ ہم اُن کی دہشت گردی کے خلاف اس جنگ میں شانا بشانا کندھے سے کندھا ملا کر چلیں گے۔ آپ بے فکر رہیں ہم نے چوڑیاں نہیں پہنی ہوئیں۔ ہم اس ہونے والی واردات کا پورا بدلا لیں گے۔"

"سر کیا آپ کی کل کے واقعے سے لیکر اب تک صدر صاحب سے کوئی بات ہوئی؟ اگر ہوئی تو انکی باڈی لینگویج کیسی ہے؟"

"جی یقینا میری اُن سے فون پر بات ہوئی ہے ابھی بل مشافہ نہیں ہو سکی۔ میں انکی باڈی لینگویج کے بارے میں تو نہیں البتہ انکے خیال آپکو ضرور شیئر کر سکتا ہوں۔ جو کہ کافی پازیٹیو تھی، انہیں کل کے واقعے پر کافی تشویش ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ جلد از جلد نائین الیون میں ملوث مجرموں کو قانون کے کٹہرے تک پہنچایا جائے۔ عنقریب ان سے میری ملاقات بھی ہو گی جس میں ہم انہیں باقاعدہ بریف کریں گے کے ہمیں آگے کی کیا حکمت عملی اپنانی چاہیے۔ یقینا ان کے دیگر ایڈوائزر بھی ہیں وہ بھی انکو گائیڈ کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ امریکہ جیسی سوپر پاور کو دوبارہ کبھی بھی ایسی آفت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اب وقت آگیا ہے کہ امریکہ کو اپنی اسکیوریٹی فول پروف بنالینی چاہیے۔ ہم یہاں پر ایک مکمل جال پھیلا دیں گے۔ ائیر پورٹ سے لیکر ملک کے چپے چپے تک باقاعدہ کیمرے اور کمپیوٹر کی آنکھ ہر شخص کو مانیٹر کرے گی۔ اب ہم کسی بھی قسم کا رسک نہیں لے سکتے۔"

"سر آپ اسکیوریٹی کے معاملے میں اس وقت ملک کی سب سے حساس پوسٹ پر تعینات ہیں کیا آپ یہ دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ اب پرندہ بھی امریکہ میں پر نہیں مارے گا؟"

"دیکھیں یقینا اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک اس وقت نازک ترین صورت حال سے دوچار ہے اور ہمیں موجودہ صورت حال کی سنگینی کا پوری طرح سے ادراک ہے مگر کوئی بھی چیز حتمی یا دعویٰ سے نہیں کہی جا سکتی۔ ہماری پوری کوشش ہو گی کہ آئندہ اس قسم کا کوئی بھی واقعہ نہ دہرایا جائے۔ جس سے بے گناہ انسانی جانوں کا ضیاع ہو۔ ایسے واقعات قوموں کی تاریخ میں آتے رہتے ہیں۔ جو یقینا پوری قوم کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ ہماری طرف سے پوری کوشش ہو گی کہ تمام لوپ ہولز کو بند کیا جائے۔ سارے قومی اداروں کو آن بورڈ لیا جائے گا اور جو مجرم یا سہولت کار اس واقعے میں ملوث ہیں انہیں جلد سے جلد سزا دلوائی جائے گی۔"

"آپ اسلام کے حوالے سے اپنے تاثرات کا اظہار کریں؟ کیا اسلام میں اس قسم کے عالمی جہاد کی کوئی بھی گنجائش ہے؟"

"جی جہاں تک میری اسٹڈی ہے اسلام میں کسی بھی جھتے کو یا کسی گروہ کو بندوقیں اٹھا کر جہاد کرنے کی اجازت نہیں۔ جس خلاف راشدہؓ کے دور کی مثالیں یہ لوگ دیتے ہیں اس وقت کا ورلڈ آرڈر یقینا کوئی اور تھا۔ اب کے زمینی حقائق کچھ اور ہیں۔ اس وقت جمہوریت اور سیکولر معاشروں کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اس وقت جنگوں کی بنیاد پر فیصلہ ہوتا تھا، جو ملک فوجی اعتبار سے دوسرے پر غلبہ پالیتا تھا وہ اس پر حکومت کرتا تھا۔ اب تمام ممالک اقوام متحدہ کے انڈر کام کر رہے ہیں۔ اس وقت کی اسلامی ریاست میں جہاد ریاست کی مرضی سے ہوتا تھا۔ اب کسی اسلامی ریاست کا کوئی وجود نہیں۔ ہم سب ایک جمہوری دور میں زندہ ہیں۔ ہر ملک کو اقوام متحدہ کے بنائے ہوئے قوانین پر نہ صرف عمل کرنا ہو گا بلکہ انہیں اپنے ممالک میں نافظ بھی کرنا ہو گا۔ لیکن بدقسمتی سے آج کل بہت سے ممالک ایسا نہیں چاہتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اسی خلاف راشیدہؓ کے طرز پر اپنے ممالک کی حدود اور جغرافیہ میں اضافہ کریں۔ لیکن ایسا ہونا ممکن نہیں۔ یہاں تک کہ اسرائیل بھی 1967ء کی فتح کئے ہوئے علاقوں سے ایک انچ آگے نہیں بڑھا۔ تمام

ممالک کا حدود اربعہ اقوام متحدہ میں باقاعدہ ڈیفائن ہے۔ مگر افغانستان اور پاکستان بار بار اس سے چھیڑ خانے کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ اب افغانستان نے امریکہ پر حملہ کر کے باقاعدہ جنگ کا اعلان کر دیا ہے تو یہ اب امریکہ کی سلامیت اور خود مختاری کو بہت بڑا چیلنج ہے۔ جسکا جواب دینا بے حد ضروری ہے، لیکن اگر جواب نہ دیا گیا تو پھر بہت دیر ہو جائے گی۔ تو میں آپکے پروگرام کے توسط سے تمام مسلمان ممالک کو یہی پیغام دونگا کہ وہ صدر صاحب کی باتوں پر غور کریں اور اپنے دین کو سمجھ کر پھر اس پر عمل کریں۔ یہ جہاد نہیں بلکہ کھلی دہشت گردی ہے۔ اسلام یقیناً امن کا مذہب ہے لیکن کچھ مذہبی قسم کے جنونی لوگ اسے ہائی جیک کر کے وقتاً فوقتاً نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ میرا مسلمان ممالک سے یہی کہنا ہو گا کہ وہ لوگ انکے جھانسے میں نہ آئیں امریکہ کا اس دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ساتھ دیں۔ میں ایک بار پھر واضح کر دوں ہمارا مقابلہ اسلام سے نہیں بلکہ اسلام میں موجود اُن شدت پسندوں سے ہے جو عالمی امن کے تار تار کرنا چاہتے ہیں۔۔۔"

"سر آخر میں آپ امریکی عوام کے لئے کچھ پیغام دینا چاہیں تو موسٹ ویلکم۔۔؟" اینکر کے آخری سوال کرتے ہی میں نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی میوٹ کر دیا۔ مجھے اس کے پیغام سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس نے اور صدر صاحب نے بار بار یہی کہا تھا کہ ان کی جنگ اسلام کے خلاف نہیں بلکہ مذہبی جنونیوں کے خلاف ہے پر میں اس کے سارے پلانز سے واقف تھا۔ اس کا ارادہ پوری دنیا کے امن کو تہہ و بالا کر رکھ دینا تھا۔ اب میرا اپنے قارئین سے سوال ہے جب میں واقعی یہ سب کچھ ہوتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا تو کیا میں اسے روک سکتا تھا یا نہیں؟ اس کا جواب میں اپنے قارئین پر ہی چھوڑتا ہوں۔ کیونکہ واقعی میں بے بس اور مکمل طور مفلوج کر دیا گیا تھا۔ اس دہشت گردی کے خلاف جنگ میں میں زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا تھا کہ میں پاکستان کو جس حد تک بچا سکوں تو بچا لوں۔ ورنہ کرنل اشر تو دنیا کے نقشے تبدیل کرنے کے درپے تھا۔ اس میں یقیناً پاکستان بھی شامل تھا۔ میں عجیب دوراہے پر کھڑا تھا۔ مجھے اپنے ہیڈ کوارٹر رپورٹ بھی کرنا تھی لیکن ابھی کوئی وسیلہ سرے سے بن ہی نہیں رہا تھا۔ سو مجھے ایک بار پھر انتظار کرنا تھا، صحیح وقت اور جگہ کا انتخاب کرنا تھا۔ کیونکہ اس نازک وقت پر میری ایک بھی چلی گئی غلط چال پورے کے پورے سیٹ اَپ کو بگاڑ سکتی تھی۔

میں انہی خیالات میں کھویا ہوا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور مجھے مایا کا چہرہ نظر آیا۔ وہ مجھے دیکھ کر بے اختیار مسکرا دی۔ اسے دیکھ کر میں بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے بدن پر بلیک شرٹ اور بلیو جینز پہنی ہوئی تھی جبکہ اس کے چھوٹے بال شانوں پر لہرا رہے تھے۔

"تو اٹھ گئے جناب۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازہ بند کر کے میرے پاس بستر پر آ کر بیٹھ گئی۔

"جی اٹھ گیا۔۔۔۔"

"جانتے ہیں کتنے دیر سوتے رہے تھے آپ" قریب تھا کہ وہ میرے اوپر گر ہی جاتی میں نے فوراً اپنے آپ کو قدرے سائیڈ پر کر لیا۔

"بس بس کسی نے دیکھ لیا تو بلاوجہ کی شرمندگی ہوگی۔۔۔"میری بات سن کر اسے احساس ہوا اور وہ میرے ساتھ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔"جی جانتا ہوں کوئی بارہ تیرہ گھنٹے ہو گئے ہونگے۔"

"جی نہیں پندرہ سے اوپر ہو گئے ہیں اگلی صبح ہو گئی ہے اور تم کب سے باتھ روم بھی نہیں گئے۔"

"جی ابھی مجھے ضرورت محسوس نہیں ہوئی اگر ہوئی تو بول دونگا۔۔۔ویسے آپس کی بات ہے تمہیں بھی تو کتنی تکلیف ہو گی نہ۔۔۔"

"ارے مجھے بھلا کون سی تکلیف ہونے لگی؟ کیسی فضول باتیں کر رہے ہو۔ اچھا میں تمہارے لئے سوپ منگواتی ہوں۔۔۔"

"سوپ نہیں جوس۔۔۔اور تم جانتی ہو کون سے والا۔۔۔"

" ہاں ہاں جانتی ہوں۔۔۔ تمہیں اورنج پسند ہے۔۔۔۔۔۔۔۔"

"لیکن اب میں مینگو پیوں گا۔۔۔"

"

ہیں یہ کیا بات ہوئی؟۔۔۔دیکھو یہ تو سراسر چیٹنگ ہے۔ اب تم نے اپنی پسند بھی بدلی۔۔۔"اس کی اِس معصومیت پر میں بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہاں ناں جب میں اپنی شخصیت بدل سکتا ہوں تو اپنی پسند بدلنے میں کیا حرج ہے۔۔۔"

"اچھا بابا۔۔۔تم سے واقعی کوئی نہیں جیت سکتا۔ تم جیتے میں ہاری اب میں آرڈر دینے لگی ہوں۔"مایا نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر ٹی والی ٹیبل کے پاس چلی گئی۔ وہیں پر ہی فون رکھا ہوا تھا۔

"ہیلو۔۔۔جی ایک کافی اور مینگو جوس بھجوا دیں۔۔۔ہاں جی فورتھ فلور روم نمبر دس میں۔۔۔جی بے حد شکریہ۔"اُس نے دوسری طرف سے کچھ سنا اور پھر فون واپس ریسیور پر رکھ دیا۔ اس ہسپتال کا سارا انتظام بلیک ڈائمنڈ ایجنسی کے انڈر تھا۔ یہاں پر دنیا کے بہترین ڈاکٹرز سے لیکر ادویات اور دیگر آلات کی کوئی کمی نہیں تھی۔ لیکن یہاں صرف ایجنسی کے ہی افراد کا علاج ہو سکتا تھا باقیوں کو اس کی بالکل اجازت نہیں تھی۔ اس ہسپتال کا نام اشرہاسپیٹل تھا جسکی نگرانی ڈاکٹر مارک لیوس کر رہے تھے اور وہی اس کے سرپرست اعلی تھے۔ ڈاکٹر مارک کا تعلق امریکی ریاست لاس اینجلس سے تھا۔ ان کی اسپیشلائزیشن سرجری میں تھی۔ دنیا کے مانے ہوئے ڈاکٹرز میں سے ایک تھے اور کرنل اشر سے گزشتہ کئی سالوں کا رشتہ تھا۔ ان کے گہرے دوستوں میں سے تھے تبھی تو یہاں کے سرپرستِ اعلی تھے۔ ان کے انڈر پندرہ قابل ترین ڈاکٹرز کی ایک ٹیم تھی اور ہر ڈاکٹر کو باقاعدہ یہاں اپنا آفس ملا ہوا تھا۔ سب کے سب اپنے کام کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ یہاں باقاعدہ ریسٹورنٹ بھی کھلا ہوا تھا۔ جہاں سوین سٹار سے کم فوڈ تھا ہی نہیں۔ جب ہسپتال اتنا وی آئی پی تھا تو اسکی ہر چیز وی آئی پی تھی۔ یہ ایک دس منزلہ نہایت خوبصورت عمارت تھی۔ جسے جدید ترین سہولیات سے میزین

کیا گیا تھا۔ ہسپتال کی عمارت بلاشبہ اندر باہر سے دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ ہر فلور اور ان میں موجود کمروں کی خوب تزائن و آرائش کی گئی تھی ۔اس کے علاوہ اسکیوریٹی کا خصوصی انتظام بھی کیا گیا تھا۔ ہر روم اور فلور پر باقاعدہ کیمرے نصب تھے اور اسے باقاعدہ ایک کنٹرول روم سے مونیٹر کیا جاتا تھا۔ اس کے دو کنٹرول رومز تھے ایک اسی عمارت میں موجود تھا دوسرا ہمارے ہیڈ کوارٹر میں نصب تھا۔ اس کے علاوہ سول وردی میں ملبوس کئی ٹرینڈ اہلکار بھی اس کی حفاظت کے لئے موجود تھے۔ جو ہمہ وقت راؤنڈ پر ہوتے تھے اور مختلف شفٹوں میں اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔

فون رسیور پر رکھ کر مایا مڑی اور میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگی۔ اس نے اپنی پشت پر ہاتھ باندھے ہوئے تھے۔ مجھے ایک بار پھر اس کے ارادے کچھ نیک معلوم نہیں ہو رہے تھے۔

"تمہارے لئے ایک سرپرائز ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ دیکھنے چاہو گے۔۔۔" میں نے اسے سر تا پاٹٹولتی ہوئی نظروں سے گھورا۔ گویا میں اس کے ارادوں کو بھانپنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مجھے آج پھر تمہارے ارادے ٹھیک نہیں لگ۔۔۔۔ خیر تو ہے نہ اب مجھے کون سا سرپرائز دینے لگی ہو۔۔۔۔" اس نے میری بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پاس ہی رکھی ہوالماری کھول اور اس میں ایک گفٹ پیپر میں ریپ کیا ہوا ایک باکس نکال لیا۔ پھر وہ مسکراتی ہوئی میرے پاس آئی اور کہنے لگی۔

"جانتے ہو اس میں کیا ہے۔۔۔" میں نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا اور کچھ نہ سمجھ آنے والے انداز میں اپنا سر ہلا دیا۔

"تمہاری زندگی کے آخری آیام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس نے نہایت پراسرار لہجے میں کہا تو میں اس کا یہ بدلہ ہوا لہجہ دیکھ کر قدرے چونک سا گیا۔

"کیا مطلب میں کچھ سمجھا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"تمہاری موت۔۔۔۔۔۔" اس نے قہقہہ لگا کر کہا اور ایک لمحے کے لئے میرا سانس حلق میں اٹک سا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"علی رضا تم۔۔۔۔۔ مگر تم تو۔۔۔" میں نے اسے حیرت بھرے انداز میں کہا تو اس نے مجھے کھڑا ہونے کے لیے اپنا ہاتھ آگے کر دیا۔ میں کچھ دیر حیرت سے اس کے ہاتھ کو دیکھتا رہا پھر اسکی آنکھوں میں اعتماد دیکھ کر، اس کے ہاتھ کو سہارا جان کر اسے پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"جی میں علی رضا نہیں بلکہ علی رضا کے روپ میں کرنل اشر کا خاص آدمی مورس جانز ہوں۔ مجھے خاص طور پر کرنل اشر نے یہاں پلانٹ کرایا تھا۔ تاکہ بہ وقت ضرورت میں کام آسکوں سو آج آپ کے کام آگیا۔ میں معذرت چاہتا ہوں کہ مجھے پہنچنے میں تھوڑی دیر ہو گئی اور آپ کو خود حرکت میں آنا پڑا۔۔۔"

"ہوں تو علی رضا خود کہاں پر ہے ؟"

" وہ ہمارے خصوصی پوائنٹ پر ہے"

"تو اندر تم مجھ سے انوسٹی گیشن کر رہے تھے ؟"

"ہاں وہ میں ہی تھا۔۔ آپ سمجھ تو گئے ہونگے نہ۔۔۔۔۔۔۔۔" اس نے آنکھ دبا کر کہا تو میں نے ایک گہرا سانس لیکر سر ہلا دیا۔

"میں سمجھ گیا۔ اب مجھے جلد از جلد یہاں سے باہر نکالو۔۔۔"

"آپ بے فکر رہیں اور میرے ساتھ آئیں۔" یہ کہتے ہی وہ اُس کمرے سے نکلا اور ایک آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ دیوار پر لگی ہوئی امام خمینی صاحب کی ایک پینٹنگ کے پاس پہنچا اور پھر اُسے احتیاط اتار کر ایک صوفے پر رکھ دیا۔ اس کے پیچھے ایک ہنڈل لگا ہوا تھا۔ اس نے اسے گھمایا تو اندر ایک خلاء نظر آیا وہ اسکے اندر داخل ہو گیا تو میں نے بھی اس کی پیروی کی۔ وہ ایک تنگ سی گلی تھی اور زیادہ طویل بھی نہیں تھی۔ اس کا اختتام ایک دروازے پر ہوا۔ دروازہ کھول کر ہم جوں ہی اگلی طرف پہنچے یہاں ایک دوسرا کمرہ تھا۔ جو ڈارئنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہ چلتا ہوا سیدھا ایک اور دروازے میں داخل ہو گیا۔ وہ ایک بیڈ روم تھا جس کے نیچے قالین بچھا ہوا تھا۔ اس نے اسے ایک طرف کھسکایا اور نیچے سرخ رنگ کا کارپٹ بچھا ہوا تھا۔ اس نے کارپٹ کا ایک کونہ پکڑا اور اسے فولڈ کر کے ایک سائیڈ پر لے گیا۔ اب زمین پر ایک بڑا سا ہول صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے ہول کا ڈھکن ہٹایا تو اندر ایک اور خلاء نظر آیا جو مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ نیچے لوہے کے زینے جاتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس نے اپنی جیب سے ایک پینسل ٹارچ نکال لی اور خود آہستہ آہستہ قدم رکھتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا۔ میں بھی اسکی پیروی کرتا ہوا نیچے اترنے لگا۔ کوئی پندرہ زینوں کے بعد میں نے اپنا قدم ایک پانی والی زمین پر رکھ دیا۔

"سر معذرت کے ساتھ یہ گٹر لائن ہے اور یہ نہایت محفوظ راستے ہے۔ آپ کو تکلیف ہو گی اس کے لئے ایک بار پھر سے معذرت چاہتا ہوں"

اندر جگہ جگہ سے گٹر کی بدبو اور گندا پانی تھا جس پر قدم رکھتے ہوئے ہم تیزی سے چلے جا رہے تھے۔ میں نے فوراً اپنے ناک پر ہاتھ رکھ لیا۔ وہ گٹر لائن کافی لمبی تھی لیکن ہمارا سفر یہاں پر زیادہ طویل نہیں تھا۔ اگلے ہی زینوں پر ہم دونوں ایک بار پھر چڑھتے ہوئے اوپر پہنچے تو اس نے سب سے پہلے گٹر کا ایک اور ہول کھولا تو تازہ ہوا کا جھونکا ہمارے نتھنوں سے ٹکرایا۔ وہ اچھل کر اوپر چڑھ گیا اور پھر اوپر پہنچ کر اس نے مجھے ہاتھ دیا تو میں اس کے ہاتھ کے سہارے اچھل کر اوپر پہنچ گیا۔ یہ ایک انڈر گراؤنڈ پارکنگ تھی جہاں بہت ساری گاڑیاں پہلے سے ہی موجود تھیں۔ وہ مجھے تیزی سے لاتا ہوا ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی پجارو کے پاس لے آیا۔ اس کے شیشے بھی سیاہ رنگ میں نہائے ہوئے تھے۔ گاڑی کے پاس پہنچ کر اس نے جیب سے گاڑی کی چابی نکالی اور مجھے تھما دی۔ اس کے بعد اس نے جیب سے ایک موبائل نکال کر میرے حوالے کر دیا۔

"سر باہر ایک گارڈز کی چیک پوسٹ آئے گی۔ وہ آپ کو نہیں روکیں گے، آپ بے فکر ہو کر جا سکتے ہیں۔ اندر میک اَپ کٹ، نئے کپڑے، مقامی کرنسی، نقشہ اور تھوڑا سا اسلحہ موجود ہے۔ نقشے پر ہمارے خاص پوائنٹ کی نشاندہی سرخ رنگ کے نشان سے کی ہوئی ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ آپ سیدھا پوائنٹ پر جانے سے پہلے کیون اوبرا کو فون کریں وہ ہمارے پوائنٹ کا مقامی انچارج ہے۔ وہ آپکو شہر سے باہر جانے والی سڑک پر ایک پبلک فون بوتھ پر آ کر مل سکتا ہے۔ وہ ایریا کافی سنسان اور سیو ہے وہاں پر اسے بلا لیں پھر یہ گاڑی وہیں چھوڑ دیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ اس وقت رات کا وقت ہے میرا نہیں خیال کے آپ کو زیادہ دقت ہو گی۔ آگے آپ جیسے مناسب سمجھیں ویسے کر لیں۔ میں تو ایک ادنیٰ سا کارکن ہوں۔ آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔۔۔"

"گڈ شو مورس میں تمہارے کام سے کافی متاثر ہوا ہوں۔ میرے خیال میں مجھے آگے بھی تمہارے بتائے ہوئے مشورے پر عمل کرنا چاہیے۔ میں یقیناً کیون اوبرا کو فون کر کے وہیں بلا لوں گا۔ پر کیا تم میرے ساتھ نہیں چل سکتے؟" میں نے اس کے کندھے کو زور سے پکڑ کر جھنجوڑا اور پھر اسے بھرپور انداز میں تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر ابھی یہاں کافی سارے کام ادھورے پڑے ہیں مجھے انہیں بھی نپٹانا ہے اور ویسے بھی میری ڈیوٹی کرنل اشر نے یہیں لگائی ہے۔ مجھے ابھی واپس جا کر آمنہ جہاں کو بھی ٹھکانے لگانا ہے۔ انتہائی معذرت کے ساتھ فی الحال اجازت دیں۔"

"بیسٹ آف لک جنٹل مین۔۔۔ میں تمہاری کامیابی کے لئے دعا گو رہوں گا۔" میں نے اس کے کندھے پر ایک بار پھر ہاتھ رکھ کر اسے تھپکی دی تو وہ مسکراتا ہوا مجھے مصافحہ کر کے وہاں سے چلا گیا۔ میں نے سب سے پہلے گاڑی کا لاک کھولا اور پھر اس کا پچھلا دروازہ کھول کر میں اندر داخل ہو گیا۔ وہاں واقعی مورس کی بتائی ہوئی ہر چیز موجود تھی۔ میں کار کا دروازہ بند کر کے فوراً اپنے کام میں بیزی ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ارے تمہارا سانس ایسے سوکھ گیا ہے جیسے میں تمہارا قتل کرنے لگی ہوں۔ ایسا کچھ نہیں ہے ریلیکس ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لئے ایک گفٹ ہے جو کسی خاص شخصیت نے تمہاری بے ہوشی کے دوران بھیجا ہے۔ اس کا ذکر میں بعد میں کروں گی مجھے سب سے پہلے تمہیں تمہاری بے ہوشی دوران یہاں کا احوال بیان کرنا ہے کہ اس دوران کیا کیا ہوتا رہا کیا تم سننا چاہو گے۔۔۔" اس نے وہ گفٹ میرے ساتھ والی ٹیبل پر ہی رکھ دیا اور اپنی کرسی گھسیٹ کر میرے بستر کے پاس کر لی۔

"یقیناً میں وہ سب کچھ جاننا چاہتا ہوں، مگر اس گفٹ میں کیا ہے؟ تم نے سب سے پہلے اس کا ذکر کیا تھا سو وہ بات پہلے مکمل کرو اور گفٹ کھول کر مجھے دکھاؤ۔ آخر اس گفٹ میں کیا ہے؟ کیوں اتنا تجسس بڑھا رہی ہو۔"

"جانتی ہوں کہ میں تمہارا تجسس بڑھا رہی ہوں۔ مگر میں چاہتی ہوں کہ تم تھوڑا صبر کرو یقیناً تمہیں بہت کچھ معلوم ہونے والا ہے۔ مگر اس کے لئے تمہیں تھوڑ صبر کرنا ہو گا، مجھے معلوم ہے کہ میں تمہارے صبر کا امتحان لی رہی ہوں مگر پلیز میری خاطر میں جو کہنا چاہتی ہوں وہ تم سن لو۔ کیونکہ جو کچھ اس گفٹ میں ہے وہ تمہیں واقعی تب سمجھ آئے گا جب تم پہلے میری پوری بات غور سے سنو گے۔ مجھے پوری امید ہے تمہیں یہ گفٹ دیکھ کر بہت خوشی ہو گی۔ بولو کیا تمہیں منظور ہے؟" اس نے میری جانب امید افزا نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"چلو اگر تم اس قدر اسرار کرتی ہو تو سنا دو۔ میں تمہیں منع نہیں کرونگا۔ تب تک ناشتہ بھی آجائے گا۔" میں نے اسے تسلی دی تو اس نے چہرہ کھل اٹھا۔ تو وہ کہنے لگی:

"جانتے ہو جب تم اغوا ہوئے تھے تو میں کتنی پریشان ہو گئی تھی۔۔۔ مجھ سے تو ایک ایک پل کاٹنا مشکل ہو گیا تھا۔ رات کے کوئی نو بجے تھے جب میں ٹی وی پر خواتین کا ایک خصوصی شو دیکھ رہی تھی کہ اچانک مجھے ہیڈ کوارٹر سے ایک ضروری کال آئی۔ میں نے موبائل فون کا بٹن پریس کیا اور پھر فون اپنے کان سے لگالیا۔

"مس مایا ایک ایمرجنسی ہو گئی ہے۔ آپ فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔" دوسری طرف ہیڈ کوارٹر کے کنٹرول روم کے انچارج ماسکی کی آواز آئی تو میں نے اس سے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا۔

"اوہو ماسکی سب خیریت ہے ناں؟"

"جی ڈیوڈ صاحب کو ابھی آدھا گھنٹہ پہلے ہوٹل ٹرپل زیرو سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ انہیں اغوا کرنے والے لمبے تڑنگے پانچ روسی باڈی بلڈرز تھے۔ آپکو کرنل اشر فوراً بلا رہے ہیں۔۔۔"

"اوہو یہ تو بہت بری خبر ہے اچھا میں ابھی ہیڈ کوارٹر پہنچتی ہوں۔۔۔" یہ خبر سنتے ہی میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔ یقیناً انتہائی افسوس ناک خبر تھی لیکن مجھے امید تھی کہ تم ان کے ہاتھوں سے بڑی آسانی کے ساتھ نکل جاؤ گے۔ خیر مجھے فوری طور پر ہیڈ کوارٹر پہنچنا تھا۔ لہذا میں نے کال بند کر کے ٹی وی آف کیا اور دوڑتی ہوئی اپنے بیڈ روم میں چلی گئی۔ اپنی الماری کھول کر اس میں سے میں نے جاگرز نکالے اور ایک خانے سے پستول نکال کر اسے میں نے اپنی جینز کی سائیڈ میں اڑسالیا۔ پھر اس کے اوپر میں نے کوٹ پہن لیا۔ اس کے بعد جلدی سے جاگرز کے تسمے باندھ کر میں سیدھا گیراج میں آئی اور پھر میری گاڑی آندھی طوفان کی طرح ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھنے لگی۔ میں کوئی آدھے گھنٹے تک ہیڈ کوارٹر پہنچی تو مجھے گیٹ پر اطلاع ملی کہ آپریشن روم میں کرنل اشر میرا انتظار کر رہے ہیں۔ میں سیدھا لفٹ سے ہوتی ہوئی پانچویں فلور پہنچی اور وہاں سے آپریشن روم میں پہنچی تو وہاں پر پہلے سے ہی کافی بھیڑ موجود تھی۔ ہر کوئی اپنے کام میں مگن تھا۔ جیسا کہ تم جانتے ہو کہ یہ ایک حال نما کمرہ ہے اور یہ کس طرح آپریٹ کرتا ہے۔ ایک بڑی سی اسکرین پر نیویارک سٹی کا ڈیجیٹل نقشہ آویزاں تھا، جس پر ایک نکتہ بار بار چمک رہا تھا، اس کے علاوہ کمرے میں

عہدِ وفا



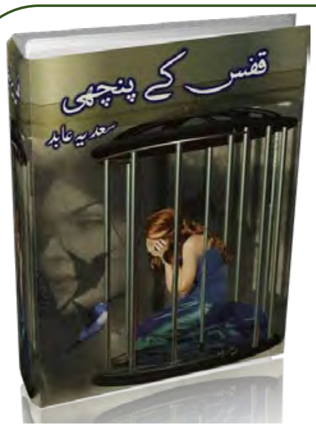
ایمان پریشے کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا مُنفرد ناول، مُحبت کی داستان جو معاشرے کے رواجوں تلے دب گئی، پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

بُجھ نہ جائے دِل دیا



سعدیہ عابد کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا شاہکار ناول، مُحبت، نفرت، عداوت کی داستان، پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

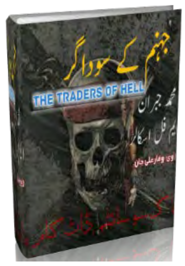
قفس کے پنچھی



سعدیہ عابد کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا شاہکار ناول، علم و عرفان پبلشرز لاہور کے تعاون سے جلد، **کتابی شکل** میں جلوہ افروز ہو رہا ہے۔

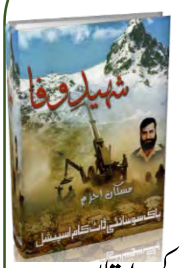
آن لائن پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

جہنم کے سوداگر



مُحمد جبران (ایم فِل) کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا ایکشن ناول، پاکستان کی پہچان، دُنیا کی نمبر 1 ایجنسی آئی ایس آئی کے اسپیشل کمانڈو کی داستان، پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

شہیدِ وفا



مُسکان احزم کا پاک سوسائٹی کے لیے لکھا گیا ناول، پاک فوج سے مُحبت کی داستان، دہشت گردوں کی بُزدلانہ کاروائیاں، آرمی کے شب و روز کی داستان پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں۔

آپ بھی لکھیئے:

کیا آپ رائٹر ہیں؟؟؟۔ آپ اپنی تحاریر پاک سوسائٹی ویب سائٹ پر پبلش کروانا چاہتے ہیں؟؟؟

اگر آپکی تحریر ہمارے معیار پر پُورا اُتری تو ہم اُسکو عوام تک پہنچائیں گے۔ **مزید تفصیل کے لئے یہاں کلک کریں۔**

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام، پاکستان کی سب سے زیادہ وزٹ کی جانے والی کتابوں کی ویب سائٹ، پاکستان کی ٹاپ 800 ویب سائٹس میں شُمار ہوتی ہے۔

مختلف قطاروں میں کمپیوٹرز، فونز اور دیگر مشینری آویزاں ہے۔میں تیزی سے اندر داخل ہوئی اور کرنل اشر کی نظر پڑتے ہی میں نے ان سے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا:

"آئی ایم سوری سر مجھے آنے میں تھوڑی دیر ہو گئی۔ڈیوڈ کا کچھ پتہ چلا۔۔۔"

"نہیں اٹس اوکے۔۔۔ڈیوڈ کو ہم نے کھو دیا ہے۔ڈیوڈ کو کچھ روسی ہوٹل ٹرپل زیرو سے بے ہوش کر کے ہوٹل کی بیک سائیڈ سے ایک سفید رنگ کی اسٹیشن ویگن میں ڈال کر لے گئے تھے۔پھر انہوں نے وہ اسٹیشن ویگن منیلا کے گارڈن کی پارکنگ میں جا کر چھوڑی اور پھر وہاں سے وہ اسے ایک اور سرخ رنگ کی ویگن میں ڈال کر غائب ہو گئے۔تاحال ان کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔میں نے تمام ائیر پورٹس اور شہر سے باہر جانے والے راستوں پر ناکہ بندی کر دی ہے۔ٹرین،بس سروس،شپ غرض سب پر ہی ہماری کڑی نظر ہے،ان سب کو ہائی الرٹ کر دیا ہے۔ڈیوڈ کا ملک سے نکلنا کسی بھی خطرے سے خالی نہیں ہو گا۔"

"آپ کو کیا لگتا ہے وہ لوگ اسے ملک سے باہر لے جا رہے ہیں؟"میں نے تشویش بھرے لہجے میں کہا

"ہاں جب تک وہ مل نہیں جاتے ہم کسی بھی ممکنہ امکان کو رد نہیں کر سکتے۔جس پر اسرار انداز میں اس کا اغوا ہوا ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ وہ لوگ اسے ملک سے باہر لے جانے کی کوشش کریں گے۔"کرنل اشر نے اپنے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔انہیں کیا ٹینشن ہو رہی ہو گی جو ٹینشن مجھے تمہارے یوں اغوا ہونے کی تھی۔مجھ پر ایک ایک لمحہ بھاری تھا کہ اچانک ایک فون کال نے سب کو چونکا دیا۔ہمارے آپریٹر نے اسے رسیو کر کے اس کا لاؤڈر آن کر دیا۔

"ہیلو میں جان ایف کینڈی ائیر پورٹ کے آپریشنل سیکشن سے جولیا کیٹ بول رہی ہوں۔کیا میں بلیک ڈائمنڈ ایجنسی کے چیف کرنل اشر سے بات کر سکتی ہوں؟"دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز آئی تو کرنل اشر فون کے پاس چلے اور انہوں نے ہیڈ فون پہن لیا۔

"جی جی آپ بولیں میں ہی کرنل اشر ہوں۔۔۔"

"سر ابھی ابھی ایک فلائٹ نیویارک سے روس کی طرف بک ہوئی ہے اور یہ ارجنٹ ہے وہ لوگ تابوت میں ایک لاش کو روس لے جانا چاہتے ہیں۔" ان کی فلائٹ اب سے ایک گھنٹے بعد ہے۔یہ کوئی ویلادر مر آرم صاحب ہیں جو اپنی فیملی کے ساتھ روس جانا چاہتے ہیں۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی انہوں نے فلائٹ ٹیلی فون کر کے بک کرائی ہے اور اب وہ لوگ ائیر پورٹ پر ہی موجود ہیں۔"

"انکے ساتھ کتنے افراد ہیں۔"

"جی یہ چار بھائی اور انکی ایک بہن ہے"

"تابوت میں کون ہے مطلب تابوت والوں کا ان سے کیا رشتہ ہے؟"

"تابوت میں انکا پانچواں بھائی ہے جو یہاں سے ایک گھنٹہ قبل ہارٹ اٹیک ہونیکی وجہ سے مارا گیا۔"

"یقیناً یہی ہمارا مطلوبہ شخص ہو سکتا ہے تم لوگ انہیں کسی بھی قسم کا شک نہ ہونے دینا بلکہ نارمل روٹین کا کام جاری رکھو ہم آدھے گھنٹے تک پہنچ رہے ہیں۔" یہ کہتے ہی کرنل اشر نے کال ڈراپ کرنے کا اشارہ کیا اور خود ہیڈ فون رکھ کر مجھے اپنے ساتھ چلنے کا کہہ کر خود تیزی سے آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔ ہمارے ساتھ ای ہد شمعون بھی ہو لیا۔ ہم لوگ تیزی سے گراؤنڈ زیرو پہنچے اور پھر وہاں سے سیدھا پارکنگ میں پہنچ گئے۔ وہاں پر بہت سی گاڑیاں کھڑی تھیں کرنل اشر نے بلیک کلر کی لینڈ کروزر کی طرف اشارہ کیا تو ای ہد شمعون نے کار کا دروازہ کھول کر اس کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی ۔کرنل اس کے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئے جبکہ میں نے بیک سنبھال لی۔ شمعون نے گاڑی اسٹارٹ کی، اس کا گیئر لگایا اور پھر اسے موڑ کر میں سڑک پر ڈال دیا۔ اس کے ٹائر سڑک پر چیختے ہوئے انتہائی تیز رفتائی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ہم کوئی پچاس منٹ کے بعد ایئر پورٹ پہنچے اور پھر نہایت تیز رفتاری سے ہماری منزل ایئر پورٹ استقبالیہ کی طرف تھی۔ ادھر ہمیں گائیڈ کرنے کے ہوٹل انتظامیہ کا ایک آدمی ہمارے ساتھ ہو لیا۔ چارٹڈ طیارہ روانہ ہونے میں کوئی دس منٹ باقی تھے۔ ہم نے جا کر طیارے کو عین وقت پر رکوا لیا۔ ہم وہاں سے سیدھا طیارے کے رن وے کی جانب بڑھ گئے۔ وہاں پر ڈاکٹروں کی ایک ٹیم پہلے سے ہی موجود تھی۔ جنہوں نے تابوت میں موجود لاش کے واقعی لاش ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا تھا۔ ان کے پاس اس کی موت کے باقاعدہ کاغذ موجود تھا۔ یہ ایئر پورٹ انتظامیہ کی طرف سے جاری کیا ہوا خصوصی پرچہ تھا جس پر تمام ڈاکٹرز کے سائن موجود تھے۔ سرسری بات چیت کرنے پر سب نے اپنے عمل کی تصدیق کی لیکن کرنل اشر اب بھی مطمئن نہیں تھا۔ اس نے طیارے میں سے تابوت نکلوا کر اسے کھلوا لیا۔ وہ یقیناً تم نہیں تھے۔ اس کے بعد کرنل اشر کے اشارے پر شمعون نے میک اَپ چیکر نکال لیا اور پھر آرام اس کے چہرے پر پھیرا تو ہمیں یہ جان کر حیرت ہوئی کہ اس میک اَپ چیکر پر دنیا کے سب سے خطرناک گینگسٹر اسٹیورٹ کی فوٹو اور اس کی پر فائل شو ہو گئی۔ جو ڈرگز کا کاروبار کرتا تھا۔ اس پر کئی افراد کے قتل کا مقدمہ بھی تھا اور دنیا کے کئی اہم ممالک کے لئے یہ شخص موسٹ وانڈڈ تھا۔ مگر وہ تو روسی نہیں بلکہ جرمن تھا۔ پھر اسے روس لے جانے کی تیاریاں کیوں ہو رہی تھیں۔ کرنل اشر کو یہ دال کالی معلوم ہوئی تو مگر اس وقت جس کی انہیں تلاش تھی وہ تم تھے وہ اس وقت کسی نئے مسئلے میں نہیں الجھنا چاہتا تھے۔ اس لئے انہوں نے کھڑے کھڑے محکمہ ڈرگز والوں کو فون کر کے انہیں تابوت کے حوالے سے پوری اطلاع دی اور اس تابوت سے جڑے تمام افراد کو ایئر پورٹ پولیس کے حوالے کر کے ہم لوگ واپس ایئر پورٹ پارکنگ میں آ گئے۔

"آخر ڈیوڈ گیا تو گیا کہاں؟ اسے زمین کھا گئی یا آسمان؟" کرنل اشر نے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولتے ہوئے کہا۔

"سر یہی تو ہم سوچ رہے ہیں کہ یہ کیا چکر ہے؟" ای ہد شمعون نے کار اسٹارٹ کر کے بیک مرر ایڈجسٹ کرتے ہوئے کہا۔ جبکہ میں کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر آ گئی۔

"سر کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ لوگ ڈیوڈ کو لیکر انڈر گراؤنڈ ہو گئے ہوں۔ تا کہ حالات نارمل ہونے پر وہ اسے وہاں سے نکال کر اپنی مطلوبہ جگہ لے جائیں" میں نے کرنل اشر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔۔۔ ضرور کوئی بہت بڑی سازش ہے۔ یہ یقیناً آئندہ ہونے والی ہماری گریٹ گیم کو متاثر کر سکتی ہے۔ ہمیں جلد از جلد ڈیوڈ کو ٹریس کرنا ہو گا کہیں پوری گیم ہی ہمارے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔"

"پر سوال تو یہ ہے کہ کوئی ڈیوڈ کو کیوں اغوا کرے گا؟" ای بد شمعون نے گیئر بدلا اور گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "آخر انہیں اغوا کرنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ ہمیں اس نکتے پر غور کرنا چاہیے۔"

"سر شمعون صحیح کہتا ہے۔ ہمیں اس اغوا کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنا چاہیے۔"

"اس کو اغوا کرنے والوں کی کوئی کمی نہیں اس کا پورا کیریئر ہی ایسے کاموں سے بھرا پڑا ہے۔ اس کا کوئی ایک دشمن نہیں کئی ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔۔۔ جیسے میرے ہیں آخر ہم کہاں کہاں سر کھپائیں گے۔" ابھی ان کی بعد ختم ہوئی ہی تھی کہ ایک دم سے دو تین فائر گاڑی پر ہوئے مگر گاڑی بلٹ پروف ہونے کی وجہ سے اسے کوئی نقصان نہ ہوا سامنے کی طرف سے آنے والے بائیک نے ہم پر فائر کھول دیا تھا۔ وہ کوئی دو افراد تھے جنہوں نے اپنے چہروں پر سیاہ رنگ کے ہیلمٹ پہن رکھے تھے۔ گاڑی شمعون کے تجربہ کار ہاتھوں میں تھی اس لئے اسے کچھ نہیں ہوا اور ہم بغیر رکے آگے بڑھتے چلے گئے۔ بائیک پر آنے والے حملہ آور تیزی سے آئے تھے اور تیزی سے گاڑی کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے غائب ہو گئے۔ البتہ ہم نے اس بائیک کا نمبر ضرور پڑھ لیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(جاری ہے)

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔